علامہ شمس الحق افغانی مدظلہ

★

دورِ حاضر کے افکار کی بنیادی غلطی

سب سے پہلے ہمیں اس پر غور کرنا چاہیئے کہ کیا دورِ حاضر کے نظریات میں غلطیاں موجود بھی ہیں یا نہیں۔ اس کے لئے ہمیں دورِ حاضر کے نظریات کو تقسیم کرنا پڑے گا :-

۱۔ خالص مادی نظریات
۲۔ انسان سے متعلق نظریات خواہ تمدنیات ہوں یا معاشیات وعمرانیات
۳۔ ماوراء المادیات

ان تینوں کے ذرائع علم اور احکام وخصوصیات میں بڑا فرق ہے۔ دورِ حاضر کی عقلیت نے تینوں پر بحث کی ہے اور تینوں کے متعلق اس نے نظریات قائم کئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان تینوں کا ایک بہت بڑی حد تک انسانی زندگی سے تعلق ہے۔ اور تینوں پر عقل نے اس بنا پر غور کیا کہ وہ ایسے حقائق کو پا سکے جن کی وجہ سے انسانی زندگی اپنے حقیقی مقصد میں کامیاب ہو۔ کیونکہ عقل کی فکری حرکت کا آغاز اسی مقصد کے لئے ہوتا ہے۔ اب انیسویں صدی سے لے کر اب تک تقریباً ڈیڑھ سو سال سے زیادہ کی عقلی کاوشوں سے اگر انسان نے اپنے مقصدِ زندگی کو پا لیا ہے تو بیشک یہ فکری اور فلسفی اور سائنسی کوششیں قابلِ تحسین ہیں اور اسکی عقل وفکر کی راہ صحیح سمت پر جانے اور منزلِ مقصود کو پانے کی صحیح راہ تھی، اور اگر زندگی کا وہ مقصد

حاصل نہیں ہوا۔ تو یقیناً ہم کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ انسانی عقلیت کی راہ صحیح نہ تھی، بلکہ اس میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ہم اس مقصد کو متعین کریں، جس کے لئے عقلی حرکات کا آغاز ہوا۔ اور پھر عملی قوتوں نے ان عقلی نظریات کی موافقت کی۔

عقلی و عملی کاوشوں کے مقصد کا تعین | انسانی فکر و عمل کی تمام حرکات کا جو مقصد ہے وہ چین اور اطمینان ہے نہ سونے اور چاندی کے انبار، یا قیمتی موٹریں اور نہ بڑی بڑی بلڈنگ اور سامانِ تعیش یا حکومت کا کوئی بڑا عہدہ جسکی تصدیق اس امر سے کی جاسکتی ہے۔ کہ اکثر اوقات

بے چینی | یہ سب چیزیں حاصل ہوتی ہیں، لیکن چین اور اطمینان کا نام نہیں ہوتا اگر یقین نہ آئے تو صدر جانسن اور اندرا گاندھی سے پوچھو کہ کیا تم کو ایک معمولی غریب آدمی کے برابر بھی چین حاصل ہے۔ لیکن ان دونوں کی بے چینی عام غریب اور معمولی اشخاص سے بہت زیادہ ہے۔ اس طرح یورپ اور امریکہ کے ارب پتیوں سے پوچھو کہ تم کو چین حاصل ہے تو جواب یہ ہوگا کہ نہیں۔ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ یورپ اور امریکہ کے بہت کروڑ پتی اور ارب پتی ایسے تھے جنہوں نے دماغ کی بے چینی کی تاب نہ لاکر خودکشی کر ڈالی۔ اور یہ تحریر چھوڑ کر مرے کہ ہم اس بے چین دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں۔ اب اگر دورِ جدید کے عقلمندوں کی عقلی و عملی تگ و دو کی راہ صحیح ہوتی، تو چین حاصل ہوتا۔ لیکن اس کے برخلاف جو بے چینی انسان کو دورِ حاضر میں نصیب ہوئی۔ اسکی نظیر انسان کی پوری تاریخ میں نہیں مل سکتی اور اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ خاص کر ایٹمی دور، ہائیڈروجنی خطرہ نے تو بے چینی کو عالمگیر شکل دے دی ہے تو کیا یہی وہ منزلِ مقصود تھی جس کے لئے ڈیڑھ دو صدی کی یہ کوششیں عمل میں لائی گئی تھیں۔

انقلاب | مقصد زندگی کی نایابی کی بڑی دلیل لفظ انقلاب ہے جس کے معنی پلٹنے کے ہیں۔ اس دور میں جو نظامِ زندگی جو نظامِ مملکت جو نظامِ معیشت فکری کوششوں کے بعد قائم ہو جاتا ہے، تو اس کے بعد نعرۂ انقلاب بلند ہو جاتا ہے۔ جس کا واضح مقصد یہ ہے کہ عوام اور نعرۂ انقلاب لگانے والے موجودہ نظام سے مطمئن نہیں وہ اس کو پلٹ دینا چاہتے ہیں، گویا وہ اپنے نعرۂ انقلاب کے ذریعے اپنی بے چینی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال خدا سے مکالمہ کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے جواب میں کہ کیا یہ جہانِ جدید تم کو موافق ہے کہتا ہے کہ میں نے خدا سے کہا کہ موافق نہیں۔ ارشاد ہوا کہ اس کو توڑ ڈالو۔

گفتا کہ جہاں ما آیا بتو می سازد گفتم کہ نمی سازد گفتند کہ برہم زن

بے چینی کی مثال | اس عالمی بے چینی سے یہ معلوم ہوا کہ دورِ حاضر کی فکری اور عملی کوششوں نے زندگی کو مقصود سے ہمکنار نہیں کیا۔ اور تاہنوز زندگی نے اپنے طبعی و فطری مرکز کو نہیں پایا۔ اضطراب انقلاب اور بے چینی انسان کی باطنی حرکت کا نام ہے اور چین اور اطمینان اس کے اصلی سکون کا نام ہے اور وہی اصل مقصدِ حیات اور راحت گم شدہ ہے۔ مثلاً پانی جب بلندی پر ہو تو وہ متحرک اور مضطرب رہتا ہے اور اگر اس کو اس بلندی سے کسی دوسری بلندی کی طرف منتقل کیا جائے تو بھی اس کا اضطراب اور تحرک ختم نہ ہوگا۔ تاوقتیکہ وہ کسی نشیب جگہ میں پہنچ کر اپنے مرکزِ فطری و طبعی کو نہ پائے۔ یہی حاصل اس وقت ہماری زندگی کا ہے کہ عقل اس کو کبھی ایک چٹان اور کبھی دوسری چٹان کی طرف منتقل کرتی ہے، کبھی تیسری کی طرف، لیکن اس کے اضطراب میں فرق نہیں آتا۔ تاوقتیکہ زندگی اپنے فطری مرکز کو نہ پائے۔

اس بے چینی کا اصلی سبب خالقِ کائنات سے انسانی نسل کے تعلق کا منقطع ہونا ہے اور مادہ اور مادیات ہی سے وابستہ ہونا ہے۔ مادہ متغیر ہے اور روح کے لئے وہ غیر فطری مرکز ہے اور خالقِ کائنات روحِ انسانی کا فطری مرکز ہے۔ روح جب فطری مرکز سے ہٹا دی گئی اور غیر فطری مرکز سے اس کو جوڑ دیا گیا، تو اس کے حصے میں دوامی اضطراب اور بے چینی کا ہونا ایک لازمی بات ہے، اور مادی ترقی چاہے کس قدر بلند ہو لیکن اضطراب دور نہ ہوگا۔ اسی حقیقت کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔ خوب سن لو کہ صرف اللہ کی یاد اور تعلق سے انسان کو چین اور اطمینان نصیب ہو سکتا ہے۔

بقول اکبرؔ ؎

دو ہی چیزیں ہیں بس محافظ دل کی　　عقبیٰ کا تصوّر اور اللہ کی یاد
دنیا دنی کی ہوس جانے دو　　گلچیں ہو اگر تو خار و خس جانے دو
مالک کے بغیر گھر کی رونق نہیں کچھ　　اللہ کو اپنے دل میں بس جانے دو

لیکن تہذیبِ جدید کا یہ حال ہے کہ ؎

بھولتا جاتا ہے یورپ آسمانی باپ کو
بس خدا سمجھا ہے اس نے برق کو اور بھاپ کو

طرزِ مغربی کی کیا ہی روشن ضمیری ہے　　خدا کو بھول جانا اور محو ما سوا ہونا

مادیات مادیات کی بنیاد مادہ ہے اس لئے جب تک مادہ معلوم نہ ہو تو مادیات کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ مادہ کے متعلق ہزاروں سال سے فلاسفہ کی ذہنی اور فکری کاوشیں جاری ہیں۔ لیکن ان سب میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔

مادہ قدیم فلاسفہ کی نظر میں یونان کے فلاسفہ قدیم نے مادۂ عالم کی حقیقت کے متعلق جو اسٹیڈی اور تحقیق کی ہے وہ شہرستانی کے ملل نحل میں موجود ہے:۔

۱۔ نطالیس کی رائے یہ ہے کہ کائنات کی تخلیق عدم سے نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مادہ کا وجود ضروری ہے۔ اور مادہ کائنات پانی ہے۔

۲۔ انکیسمنس کی رائے یہ ہے کہ کائنات کا مادہ ہوا ہے

۳۔ انکسمندر کی رائے یہ ہے کہ مادہ کائنات کی کوئی شکل نہیں جس کو متعین کیا جا سکے۔

۴۔ فیثاغورث کی رائے یہ ہے کہ مادہ کائنات خدا ہے جس سے کوئی چیز خالی نہیں، جسطرح کل اعداد ایک ہی کے تکرار سے بنتے ہیں، اسی طرح خدائے واحد اصل کائنات ہے۔

۵۔ اکزنوفس کی رائے یہ ہے کہ کائنات کا مادہ واحد ہے۔

۶۔ ارمیندس کی رائے یہ ہے کہ عدد مادہ نہیں بلکہ پانی اور ہوا کا مجموعہ مادہ ہے۔

۷۔ ملیسوس کی رائے یہ ہے کہ مادہ ایسی ذات ہے جو زندہ اور عاقل اور ازلی ہے۔

۸۔ ہرقلیط کی رائے یہ ہے کہ مادہ آگ ہے جو پھر منقلب ہو کر ہوا بنی اور وہ بدل کر پانی بنا۔

۹۔ امپدوقلس کی رائے یہ ہے کہ مادہ عالم چار عناصر ہیں:۔

۱۔ باد ۲۔ خاک ۳۔ آب ۴۔ آتش

ان میں محبت کی قوت باہم انضمام کے لئے اور نفرت کی قوت تفریق کے لئے موجود ہے۔

۱۰۔ دیموقراطیس کہتا ہے کہ مادہ عالم ذرات ہیں جو اندھی ضرورت کی وجہ سے حرکت کرتے ہیں۔

۱۱۔ انکساغورس کہتا ہے کہ مادہ عالم ذرات متحرکہ ہیں، جن کو خدائے علیم وحکیم حرکت دیتا ہے۔

۱۲۔ سوفسطائیہ جن میں سے بردتاغوراس کی رائے یہ ہے کہ مادہ یا اور کسی چیز کا کسی کو بھی علم نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عقل اور حس صحیح ذرائع علم نہیں کیونکہ لوگوں کی حالت ان دونوں چیزوں میں متفاوت ہے بلکہ غورجیاس فلسفی کی رائے یہ ہے کہ ہر چیز کی صحیح معرفت عقل اور حس کے ذریعہ محال ہے۔

۱۳۔ سقراط کی رائے یہ ہے کہ مادہ اور دیگر اشیاء کا علم عقل کے ذریعہ ممکن ہے۔ حس کے ذریعہ ناممکن ہے۔

۱۴۔ افلاطون جو سقراط کا شاگرد ہے وہ کہتا ہے کہ مثالی اور تصوری حقائق مادہ عالم ہے۔ لیکن افلاطون اور اس کا شاگرد ارسطو دونوں خدا کے قائل ہیں کہ مادہ خدا کے بغیر کسی وجود میں متشکل نہیں ہوسکتا۔

یہ چودہ اقوال قدیم فلاسفہ کے ہیں جو ہم کو معلوم ہیں۔ نہ معلوم کہ اور کتنے اقوال ہوں گے جو ہمیں معلوم نہیں۔

مادہ جدید فلاسفہ کی نظر میں | جدید فلاسفہ یورپ اور امریکہ کی تحقیقات کو چونکہ استقرار نہیں بلکہ ان میں انقلاب اور تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے اور جدید تحقیق سابق تحقیق کو رد کرتی ہے اس لئے اب تک جدید فکر میں حسب ذیل تبدیلیاں ہوئیں۔

۱۔ پہلا نظریہ یہ تھا کہ مادہ عناصر کا نام ہے

۲۔ دوسرا یہ کہ مادہ سالمات یعنی ایٹمی اجزاء کا نام ہے۔

۳۔ تیسرا یہ کہ مادہ برق پاروں کا نام ہے۔

اب تک جدید فلسفہ اسی حد تک پہنچا ہے۔ لیکن جدید فلاسفہ میں سے بعض کی تحقیق یہ ہے کہ بالآخر برقیت بھی ختم ہوجاتی ہے، اور آخر میں صرف ایک نور باقی رہ جاتا ہے، یہ سب خرابی اس غلط جذبے اور تخیل سے پیدا ہوئی کہ عدم اور نیستی سے کوئی چیز وجود میں نہیں آسکتی۔ لیکن یہ خیال ہی سرے سے غلط ہے کہ نیست سے ہست نہیں ہوسکتی۔

نیست سے ہست ہونا | اسلامی زاویۂ نگاہ سے کائنات عالم تو ہست سے ہست ہوئی، یعنی مادہ عالم سے عالم وجود میں آیا لیکن خود مادہ عدم سے وجود میں آیا گویا عدم سے وجود اور نیستی سے ہستی کا واقعہ موجودہ عالم سے قبل صرف ایک بار ہوا، ازاں بعد جس قدر قدرت کی تخلیقات ہیں وہ سب اشیاء ہست سے ہست ہوئیں۔ اب جدید فلاسفہ یا قدیم فلاسفہ جو مادے کی ازلیت کے قائل ہیں۔ ان کے پاس اس کے سوا کوئی دلیل نہیں کہ مادہ اگر ازلی نہ ہو تو وہ بھی پیدا کیا گیا ہوگا اور ظاہر ہے کہ مادی اجسام تو مادے سے پیدا ہیں۔ لیکن مادہ عدم سے پیدا ہوا ہوگا، حالانکہ مشاہدہ میں کوئی ایسی چیز نہیں جو دستیاب ہوسکتی ہو جو نیست سے ہست ہوئی ہو۔ یہ صرف مغالطہ ہے جو واقعہ مشاہدہ کرنے والوں اور مشاہدات کے وجود سے بہت پیشتر صرف ایک

ہی مرتبہ وجود میں آیا ہو۔ وہ اس زمانہ اور اس وقت کیونکر زیرِ مشاہدہ آسکتا ہے، جس واقعہ کو جس وقت سے اختصاص ہو، وہ ایک دوسرے وقت میں کیونکر وجود میں آسکتا ہے۔ ایک صاحب نے جو آریہ سماج کے بہت بڑے پنڈت تھے اور اس خیال کے قائل تھے کہ نیست سے کوئی چیز ہست نہیں ہوسکتی ورنہ ہمیں دکھا دو۔ میں نے کہا یہ سوال ایسا ہے کہ بغداد موجود نہیں ورنہ اسی ہندوستان میں مجھے بغداد دکھا دو جب میں مان لوں گا تو اس کا جواب یہی ہوگا کہ آجاؤ ہمیں بغداد سے چلو وہیں دکھا دیں گے۔ دہلی میں ہم آپ کو بغداد کیسے دکھا سکتے ہیں، ہم بغداد کا وجود مانتے ہیں، لیکن اپنے اصلی مقام میں مانتے ہیں۔ دہلی میں ہم نے نہ بغداد کے موجود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور نہ مشاہدہ کا، تو اسی طرح مشاہدہ جیسے مکان سے بدلتا ہے اور زمان سے بھی بدلتا ہے، اگر کوئی کہے کہ دارا اور سکندر کی جنگ ناممکن ہے ورنہ ہمیں کوئی مشاہدہ اسی زمانہ میں کرائے تو جواب یہی ہوگا کہ یہ واقعہ اپنے مخصوص زمانہ اور وقت میں ہوا، تم ہمیں اس زمانے میں پہنچا دو، تو مشاہدہ کرا دیں گے۔ اسی طرح جس وقت موجودہ نظامِ عالم سے قبل مادہ نیست سے ہست ہوا تو اس وقت میں ہمیں پہنچا دو تو مشاہدہ بھی کرا دیں گے۔ یہی ہے اس عظیم مسئلہ کی حقیقت جس پر موجودہ فلسفہ مبنی ہے۔

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان چونکہ کوئی چیز مادے کے بغیر پیدا نہیں کرسکتا تو اس سے خیال قائم کیا گیا کہ خدا بھی نہیں کرسکتا۔ اس نظریہ میں خدا کی قدرت کو انسانی قدرت پر قیاس کیا گیا ہے، یہ بھی بالکل غلط ہے۔ ہمیں خدا سے تو کوئی نسبت نہیں، نہ کسی چیز میں شرکت کہ وہ خالق ہے اور ہم مخلوق ہیں، لیکن مخلوق میں ایک مخلوق کی قدرت دوسری مخلوق پر قیاس نہیں کی جا سکتی۔ چیونٹی اور ہاتھی دونوں مخلوق ہیں اور دونوں حیوانیت میں شریک ہیں۔ لیکن ہاتھی کی قدرت چیونٹی کی قدرت پر قیاس نہیں کی جاسکتی کہ چونکہ چیونٹی بیس من بوجھ نہیں اٹھا سکتی تو ہاتھی بھی نہیں اٹھا سکتا۔ اگر کوئی یہ قیاس کرے تو بڑی غلطی کا مرتکب ہوگا۔ چیونٹی جو کام نہیں کرسکتی، ہاتھی وہ کرسکتا ہے لہٰذا ہم جو کام نہیں کرسکتے کہ نیست سے ہست کریں تو خالقِ کائنات قادرِ مطلق وہ یقیناً یہ کام کرسکتا ہے۔

۳۔ سائنس کے قوائد کے مطابق مادہ کی ازلیت کا تخیل استقراء اور تجربہ سے قائم کیا گیا۔ اور استقراء اس وقت دلیل بن سکتا ہے کہ تام ہو، ورنہ بہت زمانہ تک سینما میں تصاویر متحرکہ نظر آتی تھیں، لیکن بولتی نہ تھیں۔ اس وقت کا استقراء یہ تھا کہ تصاویر سینما نہیں بول سکتیں

لیکن مابعد زمانہ میں جب ہونے لگیں تو وہ استقراء باطل ہوا۔ کیونکہ یہ جدید واقعہ سابق استقراء و تجربہ کرنے والوں کے تجربہ سے خارج تھا تو ممکن ہے کہ کوئی ایسا صحیح واقعہ بھی ہو جو انسان کے تجربات سے خارج ہونے کے باوجود اپنی جگہ دو دونی چار کی طرح صحیح اور درست ہو اور وہ واقعہ نیست سے ہست ہونے کا ہے۔ اسی طرح تمام عجائبات سائنس سابق تجربہ سے خارج تھے۔ لیکن اب یہ تسلیم شدہ ہیں۔

۴۔ مادی اجسام مادہ سے پیدا ہوتے اور خالق کائنات نے پیدا کیا، اب خود مادہ اگر کسی اور مادہ سے پیدا ہو تو تسلسل لازم آئے گا۔ لہذا خود مادے کا وجود کسی اور مادہ سے نہیں بنا۔ ورنہ پھر اسی دوم مادے سے متعلق سوال چلے گا جو حتمی ہوگا۔ لہذا اس لحاظ سے کائنات مادی ہے۔ اس کے لئے مادہ ضروری ہے لیکن خود مادہ غیر مادی ہے جس کے لئے اور مادے کی ضرورت نہیں۔ باقی اگر اس میں شبہ ہو تو خود انسانی آنکھ کے ابصار اور مشاہدہ کو دیکھو کہ تمام کائنات کا ابصار و مشاہدہ آنکھ کے ابصار سے ہوتا ہے۔ لیکن خود ابصار مبصرات سے نہیں یعنی کل چیزیں ہم نظر سے دیکھتے ہیں، لیکن خود نظر نظر نہیں آتی اور نظر کا وجود نظر آنے سے بے نیاز ہے، اسی طرح کل مادیات مادے سے بن گئے ہیں، لیکن خود مادہ مادے سے بے نیاز ہے کہ وہ کسی اور مادہ سے بن گیا ہو۔ بلکہ وہ بلا مادہ وجود میں آیا ہو۔ البتہ وجود میں لانے والے خدا کی ہستی لازمی ہے۔ یعنی مادے کے لئے مادہ دیگر کی ضرورت نہیں۔ البتہ فاعل و خالق کی ضرورت ہے، پہلی قسم یعنی افکارِ جدیدہ جو مادیات سے متعلق ہوں ان میں اکثر آراء صحیح ہو سکتی ہیں کہ وہ مشاہدہ اور تجربہ سے متعلق ہیں، اور مادہ چونکہ بے جان اور بے اختیار چیز ہے، اس لئے مادہ سے متعلق ایک بار بعد از تجربہ جو نظریہ قائم ہو جاتا ہے تو اس میں کوئی مداخلت نہیں ہوتی اور قائم رہتا ہے۔ مثلاً اگر دو سالمات (ایٹم) ہائیڈروجن اور آکسیجن کے ایک سالمہ کو ترتیب دی جائے تو ہر حال میں اس عمل سے پانی برآمد ہوگا۔ اس لئے اس قسم میں اختلاف کی گنجائش کم ہے۔ اور ہم بآسانی حکم لگا سکتے ہیں کہ فلاں مادی شئے سے فلاں حالات و شرائط کے تحت فلاں خاصیت ظاہر ہوگی۔

واہ کینٹ میں ماہنامہ الحق کا تازہ شمارہ مندرجہ ذیل پتہ سے حاصل کر سکتے ہیں

محمد اشرف علی زیدی۔ کوارٹر نمبر 20F/426 واہ کینٹ